مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختمِ نبوت

کراچی

مرزا غلام احمد قادیانی نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں

ایسی گستاخیاں کی ہیں جن سے پہاڑوں کے جگر شق ہو

جائیں، قادیانی امت مرزا صاحب کی ان مغلظات پر تاویلات

کا پردہ ڈالنا چاہتی ہے لیکن تاویلات کے ذریعہ سیاہ کو

سفید اور رات کو دن اور کفر و ارتداد کو عین اسلام

جتانا ناممکن ہے۔

جلد ۳

۷ تا ۱۳ دسمبر ۱۹۸۴ء بمطابق ۱۳ تا ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

شمارہ ۲۵

خصائل نبوی

# حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

۹ حدثنا قتیبۃ بن سعید عن مالک بن انس ح وحدثنا اسحٰق بن موسی حدثنا معن حدثنا مالک عن عبد اللہ بن ابی بکر عن ابیہ ان عبد اللہ بن قیس بن مخرمۃ اخبرہ عن زید بن خالد الجہنی انہ قال لارمقن صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتوسدت عتبتہ او فسطاطہ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین خفیفتین ثم صلی رکعتین طویلتین طویلتین طویلتین ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھما ثم اوتر فذلک ثلث عشرۃ رکعۃ۔

ترجمہ حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن یہ ارادہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو آج غور سے دیکھوں گا۔ میں آپ کے مکان یا خیمہ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ گیا (تاکہ غور سے دیکھتا رہوں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول دو مختصر رکعتیں پڑھیں اس کے بعد طویل طویل رکعتیں پڑھیں (تین دفعہ طویل کا لفظ اس کے زیادتی طول بیان کرنے کے لئے فرمایا) پھر ان سے مختصر دو رکعتیں پڑھیں پھر ان سے بھی مختصر دو رکعتیں پڑھیں پھر ان سے بھی مختصر دو رکعتیں پڑھیں پھر ان سے بھی مختصر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھے۔ یہ سب تیرہ ۱۳ رکعتیں ہوئیں۔

فائدہ جو لوگ وتر کی ایک رکعت ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک چھ مرتبہ دو دو رکعتیں نوافل اور ایک رکعت وتر کل تیرہ ہوئیں اور جن کے نزدیک وتر تین رکعت ہیں ان کے نزدیک کل پندرہ رکعتیں ہوئیں۔ تیرہ رکعتیں فرمانا اس بنا پر ہے کہ تحیۃ الوضوء شروع کی دو رکعتیں اس میں شمار نہیں کی گئیں۔ بعض روایتوں میں۔ پھر ان سے مختصر دو رکعتیں پڑھیں یہ لفظ بجائے چار مرتبہ کے تین مرتبہ ہے اس صورت میں تحیۃ الوضوء کی دو خفیف رکعتیں جو شروع میں وارد ہوئی ہیں ان کے باوجود دس رکعت نوافل ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں لامحالہ وتر کی تین ہی رکعت ماننا پڑے گا ایک رکعت ماننے کی صورت میں تیرہ کا عدد پورا نہ ہوگا۔ اس حدیث میں ایک لفظ گذرا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان یا خیمہ کی چوکھٹ پر کسی راوی کو شک ہے کہ استاد نے مکان کی چوکھٹ کہا تھا یا خیمہ کی۔ اور یہ حضرات محدثین رحمہم اللہ کی غایت احتیاط ہوتی ہے کہ جس لفظ میں ان کو ذرا بھی تردد ہوا کرتا ہے اس کو ظاہر فرما دیا کرتے ہیں لیکن ظاہر یہ ہے کہ خیمہ کی چوکھٹ مراد ہے اور یہ قصہ کسی سفر کا ہے اس لیے کہ مدینہ طیبہ کے قیام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول زنانہ مکان میں آرام فرمانے کا تھا وہاں کوئی سی بیوی پاس ہوتی تھیں اس لیے حضرت خالد کو دیکھنے کا موقع نہ مل سکتا تھا۔ سفر میں یہ صورت کہ خیمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا آرام فرما رہے ہوں بیبیوں میں سے کوئی ساتھ نہ ہوں قرین قیاس ہے اس لیے یہی اقرب ہے اکثر علماء نے اس قصہ کو سفر ہی کا تجویز کیا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

جلد نمبر ۳

ختم نبوت

شمارہ نمبر ۲۵

## فہرست

۱۔ خصائل نبوی ؐ
حضرت شیخ الحدیثؒ ۲

۲۔ ابتدائیہ
مولانا سعید احمد جلالپوری ۵

۳۔ مرزا قادیانی کے دو فریب
مولانا تاج محمد فقیر والی ۶

۴۔ عرب کا تاریک ترین دور
مولانا ابوالحسن ندوی ۹

۵۔ سودی نظام معیشت
جناب سمیع اللہ صاحب ۱۲

۶۔ آپ کے مسائل کا حل
مولانا محمد یوسف لدھیانوی ۱۵

۷۔ عورتوں کے لیے پردہ (ماخوذ) ۱۷

۸۔ قادیانیت کے خلاف مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا جہاد
مولانا کوثر ندوی ۲۰

**زیر سرپرستی**

...مولانا خان محمد صاحب
...برکاتہم سجادہ نشین
...انہ سراجیہ کندیاں شریف

**فی پرچہ**

دو روپیہ

**فون نمبر**

۷۱۱۶۷

**بدل اشتراک**

...لانہ — ۷۰ روپے
...ششماہی — ۴۰ روپے
...ماہی — ۲۰ روپے

**مدیر مسئول**

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

**مجلس ادارت**

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

**شعبۂ کتابت**

محمد عبدالستار واحدی

**رابطہ دفتر**

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

**بدل اشتراک**

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

| | |
|---|---|
| سعودی عرب | ۲۱۰ روپے |
| کویت، اومان، شارجہ، دبئی، اردن اور شام | ۲۳۵ روپے |
| یورپ | ۲۹۵ روپے |
| آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا | ۲۷۰ روپے |
| افریقہ | ۲۱۰ روپے |
| افغانستان، ہندوستان | ۱۶۵ روپے |

**ناشر**

...الرحمٰن یعقوب باوا
...ع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
...مقام اشاعت: ۲۰/A سائرہ مینشن
...ایم اے جناح روڈ۔ کراچی۔

# پاک شاہین

ٹیلیکس ۲۷۱۹

تار کا پتہ شاہین کراچی

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

الحمدللہ پاکستان میں پہلا کنٹینر ٹرمینل ہے جو نجی کاروباری شعبے میں قائم ہوا ہے ملک کی درآمدات و برآمدات نہایت عمدہ کارکردگی کے ساتھ بذریعہ کنٹینر حمل و نقل ہوتے ہیں، جہاز راں کمپنیاں اور تاجر ہماری خدمات حاصل کریں۔ کسٹم اور کراچی پورٹ ٹرسٹ کی تمام سہولتیں حاصل ہیں

فون: ۲۷۱۸۴۲، ۲۷۱۸۹۴، ۲۷۱۸۴۰

## شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

پلاٹ نمبر ۲۴/۲۷ ٹمبر پونڈ کیماڑی کراچی

اداریہ

# قادیانیوں کا احتساب — چند تجاویز

ایک اخباری اطلاع کے مطابق تمام سرکاری افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس ماہ کے آخر تک اپنے مذہب سے متعلق حکومت کو آگاہ کریں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس سلسلہ میں چھوٹے بڑے تمام سرکاری افسران کو دو دو فارم ارسال کیے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک پر مختلف مذاہب کے نام درج ہیں اور سرکاری افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس فارم میں دیئے گئے مذاہب میں سے جس سے ان کا تعلق ہے اس کے سامنے نشان لگائیں۔ مگر مسلمان ہونے کی صورت میں متعلقہ آفیسر کو دوسرا فارم پُر کرنا ہوگا۔ جس میں اس کو یہ حلف دینا ہوگا کہ وہ ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتا ہے اور اس کا لاہوری یا قادیانی فرقہ سے کوئی تعلق نہیں۔ نیز یہ کہ وہ مرزا غلام احمد کو کاذب اور جھوٹا سمجھتا ہے۔

اس اخباری اطلاع سے بھی پہلے تو ہمیں کسی قدر مایوسی ہوئی کہ سابقہ فیصلوں اور آرڈیننسوں کی طرح شاید اس کی صدائے بازگشت بھی سرکاری فائلوں سے تجاوز نہیں کر سکے گی۔ تاہم جب سرکاری افسران سے اس کی تصدیق ہوگئی کہ باقاعدہ اس حکم پر عمل کیا جارہا ہے تو یقیناً مسرت ہوئی کہ یہ ایک مستحسن اقدام ہے جو قادیانی احتساب میں بہت ممد ثابت ہوگا۔ لیکن یہ پروگرام کتنا ہی مفید سہی مگر اس وقت تک اس سے خاطر خواہ نتائج کی توقع نہیں کی جاسکتی جب تک کہ کسی منصوبہ بندی کے تحت اس پر عمل نہ کرایا جائے اس لیے کہ خود تشخیصی نظام کا سلسلہ قادیانی استقرار کے حق میں تو کم از کم غیر مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ خود تشخیصی تدبیر پر عمل پیرا ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان شرافت اور دیانت کا حامل ہو۔ جب کہ قادیانی دین کا کل سرمایہ ہی دجل و فریب ہے اور اس کے بغیر ان کے تمام نہاد دین کی عمارت کا برقرار رہنا محال ہے۔ ہٰذا ایسے دجالی گروہ کے افراد سے یہ توقع رکھنا کہ وہ حکومت کی طرف سے مہیا کردہ فارموں کا صحیح اندراج کرکے اپنی مذہبی پوزیشن واضح کریں گے ایسا ہی محال ہے جیسا کہ پتھر کو جونک لگانا۔ لہٰذا اس کو مؤثر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ درج ذیل تجاویز پر عمل کیا جائے

(۱) سرکاری طور پر یہ اعلان کیا جائے کہ غلط بیانی کے مرتکب مرزائیوں کو (معلوم ہونے پر) سرعام پھانسی پر لٹکایا جائیگا کیونکہ وہ زندیق ہیں اور اسلام میں زندیقوں کی یہی سزا ہے۔

(۲) اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ محکمہ سراغ رساں کے ذریعہ نہایت سرگرمی اور ذمہ داری سے ان غلط بیانی کے مرتکب عناصر کا سراغ لگایا جائے۔

(۳) سرکاری محکموں سے ان تمام ملازمین کو نکال باہر کیا جائے۔ جو قادیانیت کے بارے میں کسی قدر نرم گوشہ رکھتے ہوں یا ان پر مرزائی نوازی کا الزام ہو۔

باقی صـ۱۹ پر

# مرزا غلام احمد کے دو کھلے فریب

مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیروالی

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری امت میں جب لڑائی شروع ہو جائے گی تو قیامت تک موقوف نہ ہو گی۔ اور قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ ہماری امت کے چند قبیلے مشرکین کے ساتھ مل جائیں کے چند قبیلے ہماری امت کے بت پرستی کرنے لگیں گے اور بے شک ہماری امت میں تیس کے قریب دجال ہوں گے دکاری شریف میں ہے دجال وکذاب ہوں گے ( ہر ایک ان کا دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں سب نبیوں میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور ہماری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ جو کوئی بھی ان کی مخالفت کرے گا ان کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔

حدیث کے مطابق دو لفظ قابل غور ہیں (۱) کذاب (۲) دجال، کذاب کے لغوی معنی ہیں کثرت سے جھوٹ بولنے والا۔ دجال کے لغوی معنی ہیں کثرت سے فریب دینے والا۔

جو لوگ اہل علم ہیں وہ تو قرآن و حدیث کی رو سے کذاب و دجال کو پہچان سکتے ہیں۔ اور ان کے فریب سے بچ سکتے ہیں۔ مگر جو لوگ قرآن و حدیث سے واقف نہیں ہیں ان کا بچنا بہت دشوار ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کذاب و دجال کی نشانی ایسے عام فہم لفظوں میں فرمادی ہے کہ جس کو تھوڑی عقل والا آدمی بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے

وہ نشان یہ ہے کلھم یزعم انہ نبی اللہ یعنی ہر ایک ان کا یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی اللہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہی کذاب و دجال ہے۔ یعنی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا ہی کذاب و دجال ہونے کی نشانی ہے۔ اس لیے کہ ہر قسم کی نبوت آپ پر ختم ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ اگر آپ کے بعد کسی قسم کے نبی کا ہونا جائز ہوتا تو آپ کذاب و دجال کی یہ نشانی نہ بتاتے اور ہرگز عام لفظوں میں نہ فرماتے کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

یہاں پر لا نبی بعدی میں لا نفی جنس ہے جو استغراق کے لیے ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص کسی قسم کا بھی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ جملہ کہ انا خاتم النبیین آپ کے بعد مدعیان نبوت کے کاذب ہونے کی دلیل ہے انا خاتم النبیین کی تفسیر ہے لا نبی بعدی۔

اس حدیث سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ جن جھوٹے مدعیان نبوت کے ظہور کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی ہے ان میں تین صفتیں پائی جائیں گی۔

(۱) باوجود دعویٰ نبوت کے اپنے آپ کو امتی نبی کہیں گے۔
(۲) کثرت سے جھوٹ بولیں گے۔
(۳) بڑے فریبی ہوں گے۔

اس حدیث کی رو سے جب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت پر غور کرتے ہیں۔ تو یہ تینوں صفتیں مرزا صاحب میں پائی جاتی ہیں۔

(۱) مرزا صاحب کی دعویٰ نبوت ۱۹۰۱ء کے بعد کی کسی کتاب کو

بھی انتہا کر دیکھو تو ہر جگہ بار بار یہی لکھا ہوا دیکھو گے وہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی " مرزا صاحب میں اس پہلی صفت کا پایا جانا ان کا اپنا اقرار ہے۔ کوئی بھی قادیانی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

(۲) دوسری صفت کثرت سے جھوٹ بولنا بھی مرزا صاحب میں روز روشن کی طرح پائی جاتی ہے۔ مرزا صاحب جھوٹ بولنے میں ایسے دلیر تھے کہ بے شمار جھوٹی باتیں قرآن وحدیث کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ بطور نمونہ یکے از خروارے "اربعین" نمبر۳ صفحہ۵۵ مطبوعہ ۱۹۳۶ء بکڈپو تالیف واشاعت قادیان پر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا۔ تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔ اور اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے۔ اور اس کی سخت توہین کی جائے گی۔ اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائیگا"

حالانکہ یہ سب کچھ محض جھوٹ ہے قرآن واحادیث میں ان مضامین کا کہیں پتہ نہیں۔

مرزا صاحب "اربعین" نمبر۳ صفحہ۹ پر لکھتے ہیں کہ

"مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا۔ اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ وہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا"!

مرزا صاحب نے "اربعین" میں جو کچھ لکھا ہے بالکل جھوٹ ہے۔ نہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے ایسا لکھا۔ اور نہ ہی مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے۔

(۳) تیسری صفت یعنی دجال کا بڑا فریبی ہونا۔ اس صفت میں بھی مرزا صاحب اپنی نظیر آپ ہیں۔ بطور نمونہ از خروارے دلیل کی طرف ایک مثال ہی چشم بینا کیلئے کافی ہے۔

مرزا غلام احمد نے جس طرح مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اسی طرح خاتم الخلفاء ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خلیفہ ہوں۔ کسی نے مرزا صاحب پر اعتراض کیا کہ از روئے حدیث شریف خلافت تو تیس برس تک ختم ہو چکی۔ اب آپ خاتم الخلفاء کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں مرزا صاحب اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" کے صفحہ۴۱ پر لکھتے ہیں کہ:

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی۔ کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ مگر وہ حدیث جو معترض نے پیش کی ہے۔ علماء کو اس میں کئی طرح کی جرح ہے۔ اور اس کی صحت میں کلام ہے"!

اس عبارت میں مرزا غلام احمد نے یہ فریب کیا ہے۔ کہ اس حدیث کو جس میں یہ ذکر ہے کہ بعض خلیفہ کے لیے آسمان سے آواز آئے گی۔ بخاری شریف کی طرف منسوب کر دیا ہے پھر اہل سنت والجماعت کے مشہور قول کو کہ قرآن مجید کے بعد تمام کتابوں سے صحیح تر کتاب بخاری شریف ہی ہے۔ ذکر کر کے اس پر زور دیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ اور جو حدیث معترض نے پیش کی ہے بمقابلہ اس حدیث کے ضعیف ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو حدیث بخاری شریف کا حوالہ دے کر پیش کی ہے۔ اس قسم کی کوئی حدیث بخاری شریف میں قطعاً قطعاً نہیں ہے۔ اور نہ ہی ایسے

مضمون کی کوئی حدیث ہے۔

اب آگے چلیے۔ یہ بات ایک لطیفہ بن جاتی ہے کہ "شہادۃ القرآن" کی محولہ بالا عبارت سے پیشتر مرزا صاحب اپنی کتاب "ازالہ اوہام" حصہ دوم صفحہ ۲۱۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ۔

"اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لیے ایک لازم غیر منفک ہوتا۔ اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسماعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنے صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر رکھ دیا۔ اور حصر کے طور پر دعویٰ کر کے تبلا دیا۔ کہ فلاں امر کا اس وقت ظہور ہو گا۔ لیکن امام مہدی کا نام تک نہیں لیا۔ اس سے سمجھا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی رو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہی ہیں۔"

اب سوال یہ ہے کہ جب امام بخاری نے امام محمد مہدی کا نام تک ہی نہیں لیا۔ تو پھر یہ حدیث ہذا خلیفۃ المہدی صحیح بخاری میں کیونکر پائی جا سکتی ہے!

یہ تھا مرزا صاحب کا دوسرا فریب کہ جہاں ان کو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مہدی نہیں ہوں گے وہاں یہ لکھ دیا کہ امام بخاری نے اپنی کتاب میں امام مہدی کا نام تک نہیں لیا ہے۔ اور جب ایک معترض نے ان کے خاتم الخلفاء ہونے پر اعتراض کیا تو اس کے جواب میں لکھ دیا کہ ہذا خلیفۃ المہدی بخاری شریف میں ہے یا یوں کہیئے کہ مرزا صاحب کو معترض کا جواب لکھتے وقت اپنے حافظہ کے قصور کی وجہ سے اپنی پہلی تحریر یاد نہیں رہی۔ اس صورت میں بھی مرزا صاحب مشہور مثل کے مطابق دروغ گو حافظہ نہ باشد دروغ گو ہی ثابت ہوتے ہیں۔

مرزا صاحب کا انتقال ۱۳۲۶ھ میں ہوا۔ کسی صاحب نظر نے مرزا صاحب کی تاریخ وفات نکالی ہے۔ الدجال الواحد من ثلاثین
۱۳۲۶

# قارئین توجہ فرمائیں

محترم قارئین!

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا آپ نے اپنے پتے والی چٹ کو دیکھا ہے کیا اس پر سرخ نشان لگا ہوا ہے؟ اگر چٹ پر سرخ نشان موجود ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے براہ مہربانی آپ مبلغ ستر روپے سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ بنام منیجر ہفت روزہ ختم نبوت کے پتہ پر روانہ فرما دیں ورنہ ادارہ پرچہ بھیجنے سے قاصر ہو گا۔

آج ہی مبلغ ستر روپے کا منی آرڈر روانہ کریں۔ خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیے گا

ادارہ

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی

# عرب کا تاریک ترین دور

## اور ایک مستقل نبی کی بعثت کی ضرورت

ان صلاحیتوں اور خوبیوں کے باوجود جن سے اللہ تعالیٰ
عربوں کو سرفراز کیا تھا اور جن کی وجہ سے بعثتِ محمدی
ظہور اسلام کے لیے ان کا انتخاب فرمایا تھا۔ جزیرۃ العرب
بیماری، اور بے چینی کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے۔ اور
اور تلاش حق کا جذبہ رکھنے والے چند نفوس باقی
گئے تھے۔ جو انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے اور جن کی حیثیت
اور ٹھٹھری ہوئی رات میں جگنو سے زیادہ نہ تھی۔
کسی گم گشتہ کو راہ دکھا سکتے ہیں نہ کسی کو گرمی و حرارت
پہونچا سکتے ہیں۔

یہ دور جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بعثت ہوئی جزیرۃ العرب کی تاریخ کا بھی ایک تاریک ترین دور
تھا، یہ ملک ظلمت و انحطاط کی اس آخری منزل پر تھا۔
اصلاح کی امید ختم ہوجاتی ہے۔ یہ سخت و جان گداز
اور سنگین مرحلہ تھا۔ جو کسی نبی کو تبلیغ کے راستہ میں پیش
آیا ہوگا۔

سیرتِ نبویؐ کے ایک انگریز مصنف (SIR WILLIAM MUIR) تے جو اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے
بارہ میں اپنی خوردہ گیری اور عیب چینی میں مشہور ہے۔
اس دور کی خوب تصویر کھینچی ہے اور مغربی مصنفین کے
اس نقطہ نظر کی تردید کی ہے کہ آپ کی بعثت سے قبل
لاوا بالکل پک چکا تھا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف اتنا
کیا کہ بروقت اور صحیح جگہ پہونچ کر اس کو آگ دکھا دی۔
چنانچہ یہ لاوا پھٹ پڑا، وہ کہتا ہے۔

"محمد کے عنفوانِ شباب کے زمانہ میں
جزیرہ نمائے عرب بالکل ناقابل تغیر تھا،
شاید اس سے زیادہ ناامیدی کی حالت کسی
اور زمانہ میں نہیں تھی۔"

WILLIAM MUIR : THE LIFE OF MAHOMET, VOL. I (LONDON 1858), p. CCXXXV-III

یہی مصنف دوسری جگہ لکھتا ہے۔

"فروغ عیسائیت کی معمولی کوششوں
نے عرب کی اوپری سطح پر وقتاً فوقتاً معمولی
ارتعاش تو پیدا کیا تھا، اور نسبتاً شدید تر
یہودی اثرات کبھی کبھی اندرونی سطح پر بھی
نظر آجاتے تھے، لیکن مقامی بت پرستی اور
اسماعیلوں کی توہم پرستی کا تیز دھارا ہر
سمت سے کعبہ کی جانب اُمڈ کر آرہا تھا۔
اور اس کا واضح ثبوت مہیا کر رہا تھا کہ مکہ
کا مذہب اور طریقۂ عبادت عربوں کے ذہن
پر شدت کے ساتھ اور بلا شرکتِ غیرے

لہ حنفاء ان کو کہتے ہیں، جو بت پرستی چھوڑ چکے تھے اور اپنی سمجھ کے مطابق ابراہیمی عقیدہ پر قائم تھے۔

قابض ہو چکا تھا"۔ لے

اسی تاریخی حقیقت کا باسورتھ اسمتھ (BOSWORTH SMITH) نے اختصار لیکن طاقت ور وضاحت کے ساتھ اظہار کیا ہے وہ لکھتا ہے۔

"سب سے زیادہ فلسفیانہ رجحان رکھنے والا ایک مورخ کہتا ہے کہ ان تمام انقلابات میں جنہوں نے انسانیت کی عرانی تاریخ پر لافانی نقوش چھوڑے ہیں۔ ان میں کسی کا ظہور عقل انسانی کے لیے اتنا غیر متوقع نہ تھا جتنا کہ عرب کے اس مذہب کا۔

ہمیں پہلی ہی نظر میں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ علم تاریخ۔ اگر علم تاریخ نام کی کوئی چیز ہے۔ اس سے قاصر ہے کہ وہ اسباب و علل کی ان کڑیوں کو تلاش کرے جنکا تلاش کرنا اسکا فرض ہے"۔

MOHAMMAD AND MOHAMMEDANISH, (LONDON, 1876) P. 105

## نبی کی ضرورت

چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں حالات کا بگاڑ اتنا بڑھ گیا تھا۔ اور انسانیت کی پستی اس حد کو پہنچ چکی تھی کہ اب وہ کسی مصلح، ریفارمر اور معلم اخلاق کے بس کی بات نہ تھی مسئلہ کسی ایک عقیدہ کی تصحیح کا، کسی مخصوص عادت کو بدلنے کا یا کسی طریقہ عبادت کی ترویج کا یا کسی معاشرہ کی سماجی اصلاح کا نہ تھا، اس کے لیے وہ مصلح اور معلمین اخلاق کافی تھے جن سے کوئی زمانہ اور کوئی علاقہ کبھی خالی نہیں، مسئلہ یہ تھا کہ جاہلیت کے مشرکانہ وبت پرستانہ اور انسانیت سے اس مہلک اور تباہ کن ملبہ کو کس طرح ہٹایا اور صاف کیا جائے جو صدیوں اور نسلوں سے تلے اور اوپر جمع ہو رہا تھا، اور جس کے نیچے انبیاء کرام کی صحیح تعلیمات اور مصلحین کی مساعی اور خدمات دفن تھیں۔ پھر اس کی جگہ پر وہ نئی اور عظیم الشان، وسیع وعریض اور بلند وبالا عمارت کیسے قائم کی جائے۔ جس کے سایہ رحمت میں ساری انسانیت کو پناہ مل سکے۔ مسئلہ یہ تھا۔

کہ وہ انسان کیوں کر بنایا جائے جو اپنے پیش رو انسان سے ہر چیز میں جدا ہو اور ایسا نظر آئے کہ وہ ابھی ابھی وجود میں آیا ہے یا اس کو نئی زندگی ملی ہے۔

| | |
|---|---|
| أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا۔ (سورہ انعام ۱۲۲) | بھلا جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کے لیے روشنی کر دی جس کے ذریعہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کہیں اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھیرے میں پڑا ہوا ہو اور اس سے نکل ہی نہ سکے۔ |

یہ مسئلہ فساد کی جڑ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کرنے اور بت پرستی کی بنیاد کو بیخ وبن سے اس طرح اکھاڑ پھینکنے کا تھا۔ کہ دور دور اس کا کوئی اثر اور نشان باقی نہ رہ جائے۔ اور عقیدۂ توحید نفس انسانی کی گہرائیوں میں عملاً اس طرح پیوست اور راسخ کر دیا جائے کہ اس سے زیادہ تصور کرنا مشکل ہے، اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور عبادت کا رجحان، انسانیت کی خدمت اور حق پرستی کا جذبہ اور ہر غلط خواہش اور شوق کو لگام دینے کا ملکہ اور اس کی صلاحیت و قوت پیدا کی جائے مختصر یہ کہ انسانیت کو (جو خودکشی پر آمادہ تھی۔ بلکہ اس کے لیے پر تول چکی تھی۔ اور اس میں اپنی دانست میں اس نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی) کر پکڑ کے دنیا و آخرت کے جہنم سے بچایا جائے اور اس کو اس شاہراہ پر ڈالا جائے جس کا پہلا سرا وہ حیات طیبہ ہے، جو عارفین و اہل ایمان کو اس دنیا ہی میں نصیب ہوتی ہے۔ اور دوسرا انتہائی سرا وہ ہمیشہ رہنے والی جنت ہے جس کا تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے احسان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو ارشاد فرمایا ہے اس سے بڑھ کر اس صورت حال کی کوئی تصویر اور ترجمانی نہیں ہو سکتی ہے

| | |
|---|---|
| وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ | اور خدا کی مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے |



WILLIAM MUIR : THE LIFE OF MAHOMET, VOL.

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا
(سورہ آل عمران ۱۰۳)

دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔

بنی نوع انسان کی پوری تاریخ میں ایسا کام اس سے زیادہ نازک اور پیچیدہ کام اور اس سے بڑی اور عظیم الشان ذمہ داری نظر نہیں آتی جو ایک نبی اور فرستادہ الٰہی کی حیثیت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی گئی، نہ کوئی کھیتی اتنی زرخیز ثابت ہوئی اور برگ وبار لائی جیسی آپ کی، نہ کوئی کوشش وسعی اتنی بارآور ثابت ہوئی۔ جتنا آپ کی سعی انسانیت عامہ کے حق میں مفید و حیات بخش ثابت ہوئی، یہ عجائبات تاریخ کا سب سے بڑا عجوبہ، اور دنیا کا سب بڑا معجزہ ہے اس کی شہادت مشہور فرانسیسی ادیب اور شاعر نے بھی بڑی قوت وبلاغت اور وضاحت وصراحت کے ساتھ دی ہے۔ یہ ادیب لیمرٹائن LAMARTINE ہے۔ وہ نبوت محمدی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتا ہے۔

"کسی بھی انسان نے کبھی بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے لئے اتنا رفیع الشان مقصد منتخب نہیں کیا، اس لیے کہ یہ مقصد انسان کی طاقت سے باہر تھا، توہمات اور خوش اعتقادیوں کو جو انسان اور اس کے خالق کے درمیان حجاب بن گئی تھیں زیر وزبر کرنا، انسان کو خدا کے حوالے کرنا اور خدا کی چوکھٹ پر انسان کو لانا، اس زمانہ کی اصنام پرستی کے مادی خداؤں کی جگہ خدائے واحد کے پاکیزہ اور عقلی تصور کو از سر نو بحال کرنا، یہ تھا وہ عظیم مقصد۔ کسی انسان نے کبھی بھی ایسے عظیم الشان کام کا، جو کسی صورت سے انسانی طاقتوں کے بس کا نہ تھا، اتنے کمزور ذرائع کے ساتھ بیڑا نہیں اٹھایا۔"

آگے لکھتا ہے۔

"اس سے بھی زیادہ آپ کا یہ کارنامہ ہے کہ آپ نے قربان گاہوں، دیوتاؤں، مذاہب، تصورات، عقائد اور نفوس کے اندر ایک تہلکہ ڈال دیا، ایک ایسی کتاب کو اساس بنا کر جس کا ہر حرف قانون کی حیثیت رکھتا ہے آپ نے ایک ایسی روحانی ملت کی تشکیل کی جو ہر نسل اور ہر زبان کے افراد پر مشتمل ہے، اسی ملت اسلامیہ کی امت کی خصوصیت، جسے محمدؐ نے ہمارے لیے ورثہ چھوڑا ہے۔ یہ ہے اسے جھوٹے خداؤں سے سخت نفرت ہے اور مادہ سے مبرا خدا سے شدید لگاؤ، یہی محبت اسے خدائے واحد کی اہانت کے خلاف انتقام پر مجبور کر دیتی ہے، اور یہی محبت محمدؐ کے متبعین کی خوبیوں کی بنیاد بنتی ہے، اپنے عقائد کو ایک تہائی دنیا سے تسلیم کرالینا بے شک آپ کا معجزہ تھا۔ لیکن زیادہ صحیح تو یہ ہے کہ ایک فرد کا نہیں بلکہ عقل کا معجزہ ہے، خدا کی توحید کے تصور کا ایسے دور میں اعلان کرنا جب کہ دنیا لاتعداد ضمنی خداؤں کی پرستش کے بوجھ سے دبی ہوئی تھی، بذات خود ایک قوی معجزہ تھا محمدؐ کی زبان سے جیسے ہی اس عقیدہ کا اعلان ہوا، بتوں کے تمام قدیم معبدوں میں خاک اڑنے لگی اور ایک تہائی دنیا ایمانی حرارت سے لبریز ہو گئی۔[1]"

یہ عمومی اور ہمہ گیر انقلاب اور انسانیت کی حیات نو یا تعمیر نو کا عظیم الشان کام نئی رسالت کا طالب تھا جو

---

[1] لیمرٹائن LAMARTINE ہسٹوری ڈی لاٹرکی HISTOIRE DE LA TURQUIE, جلد دوم صـ۲۷۶ - ۲۷۷ پیرس (۱۸۵۴م) ماخوذ از "اسلام ان دی ورلڈ" تصنیف ڈاکٹر زکی علی۔ لاہور (۱۹۴۷ء) صـ۱۴ - ۱۵

باقی صـ۲۳ پر

جناب سمیع اللہ صاحب

# اسلامی معاشرہ میں سودی نظامِ معیشت کو کسی طرح برداشت نہیں کیا جاسکتا

حکومت پاکستان کے اندرونی اور بیرونی مالی لین دین میں سود کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ملک کے قیمتی زرمبادلہ کا کم وبیش ۱/۲ حصہ صرف غیر ملکی قرضوں پر سود کی ادائیگی میں خرچ ہوجاتا ہے۔ اندرونی اور بیرونی لین دین میں سود کا عنصر بدستور کار فرما اور غالب ہے۔

پچھلے سات سالوں میں پاکستان میں تدریجی عمل اور جزوی تبدیلیوں سے نفاذ اسلام کی جو کوششیں ہو رہی ہیں، وہ اس لحاظ سے کامیاب نہیں ہو سکتیں کہ خیر کا ایک قدم آگے بڑھانا اور شر ایک ہزار قدم آگے بڑھ کر اس کے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔ اس کی مثال کچھ اس طرح کی ہے کہ سیلاب آرہا ہو اور ہم بجائے ہنگامی بنیادوں پر بند تعمیر کرنے کے تدریجی عمل سے تھوڑی تھوڑی مٹی پھینکتے رہیں۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہ ہوگا کہ وہ مٹی بھی سیلاب کے پانی میں گھل مل کر بیکار ہو جائے گی۔ لہٰذا وقت کا ناگزیر تقاضا ہے کہ سوڈان کی حالیہ مثال کو، سامنے رکھتے ہوئے (جہاں بینک قلم سود پر قانونی تحفظ ہٹا لیا گیا ہے) نفاذ اسلام کا کام ٹھوس بنیادوں پر جرات مندانہ اقدامات اختیار کر کے تیز تر کیا جائے۔ ہم جب تک رحمۃ العالمین کے اس باوقار اعلان کے نقش قدم پر چل نہیں دیتے اس لعنت سے چھٹکارا نہیں پا سکتے کہ جب اعلان فرمایا تھا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آج سے سودی لین دین ختم کیا جاتا ہے میں سب سے پہلے اپنے چچا عباس کا تمام سود معاف کرتا ہوں اور اب صرف اصل رقم ہی وصول کی جائے گی اور پھر اس دن کے بعد کسی نے اسلامی معاشرہ میں نہ سود لیا اور نہ سود دیا۔ اس عزم کی اب ضرورت ہے۔

قیام پاکستان کے ۳۷ سال گزر جانے کے بعد بھی وہ سودی نظام معیشت بدستور مسلط ہے بلکہ اور مستحکم ہوتا جا رہا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے جون ۱۹۸۰ء میں اپنی باقیمت مطبوعہ رپورٹ بابت خاتمہ سود میں سفارش کی تھی کہ بیع مؤجل یا موجودہ مارک اپ سسٹم کا استعمال بڑی احتیاط کے ساتھ صرف ایسے معاملات میں کیا جانا چاہیئے جہاں اس کے سوا چارہ نہ ہو لیکن افسوس ہے کہ حکومت کی تحویل میں آنے والے بنکوں نے اس طریقے کو نفع "نقصان میں شرکت" کے لین دین میں بطور پالیسی اختیار کر لیا ہے۔

پاکستان کے تمام تجارتی بنک جو نفع نقصان میں شرکت کی بنیاد پر بچتیں اور امانتیں وصول کرتے ہیں وہ اپنے لین دین میں زیادہ سے زیادہ بیع مؤجل یا مارک اپ سسٹم کو اپنا رہے ہیں۔ اگرچہ پاکستان کی نام نہاد سود سے پاک بنکاری کی کامیابی کے بارے میں بڑھ چڑھ کر بیانات دیئے جا رہے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ نفع نقصان میں شرکت کے کھاتوں میں وصول ہونے والی امانتوں کی مقدار ۳۱ مارچ ۱۹۸۳ء کو ۱۴۰۲ بلین روپے تھی۔ جو ملک کی تمام بچتوں اور میعادی امانتوں کی کل رقم یعنی ۱۴ فی صد کے برابر ہے نفع نقصان میں شرکت کے کھاتوں میں وصول ہونے والی ان رقوم کا بیشتر حصہ مارک اپ سسٹم کے تحت اجناس تجارت سے متعلق سکیموں کی سرمایہ کاری میں لگایا گیا۔

مسلم محققین اور مفکرین کے حلقوں میں اس امر کا حقیقی

خطرہ محسوس کیا جارہا ہے کہ اگر نفع نقصان میں شرکت کے لین دین میں سود کے بجائے مارک اپ کے طریقے کو وسیع تر بنیادوں پہ زیر استعمال لایا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حقیقی معنوں میں سود کو ختم کرنے کے بجائے صرف اس کا نام بدل دیا گیا ہے۔ نفع نقصان میں شرکت کا طریقہ اپنی موجودہ صورت میں سود کا رنگ لیے ہوئے ہے۔ اور صرف ایک ناجائز چیز کو جائز قرار دینے کی کوشش ہے۔ اس لیے اگرچہ یہ طریقہ بنیادی طور پہ مخصوص حالات میں اسلام کی رو سے ممنوع نہیں ہے لیکن اس کا وسیع تر بنیادوں پہ استعمال جائز نہیں کیونکہ مارک اپ سسٹم اور سود میں ظاہری طور پہ کوئی فرق نہیں۔

اسلام کے نظام اقتصادیات میں سود سے پاک بنکاری بنیادی اہمیت کی حامل ہے لیکن پاکستانی بنکوں میں سودی کاؤنٹروں کے ساتھ ساتھ جنوری ۱۹۸۱ء سے سود سے پاک جو کاؤنٹر کھولے گئے ہیں ان کے پیچھے جو اصول کام کر رہا ہے وہ بذات خود قابل اعتراض ہے اس لیے کہ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ربوا (سود) ایک ایسی چیز ہے جس سے بچنا صرف ان مسلمانوں کے لیے ضروری ہے جو نیکی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہوں۔ ایسے لوگ اپنا کاروبار سود سے پاک کاؤنٹروں کے ذریعے کر سکتے ہیں۔ حالانکہ سود کی حرمت کا اطلاق بلا امتیاز تمام مسلمانوں پر ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ جیسے پاک مال کو سود سے منہا کر کے نہ صرف نظام زکوٰۃ کی برکات سے قوم کو محروم کر دیا گیا ہے بلکہ الٹا سودی نظام کو استحکام دیا گیا ہے!

قرآن مجید میں ربوا کو بڑی وضاحت سے اور پورے زور کے ساتھ حرام قرار دیا گیا ہے اور مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر بھی اس مسئلے پر پورا پورا اتفاق رائے رکھتے ہیں کہ لفظ ربوا کا اطلاق سود (INTEREST) کی تمام قسموں اور صورتوں پہ ہوتا ہے چنانچہ اس امر کا حقیقی خطرہ موجود ہے کہ سودی بنیادوں پہ لین دین کے لیے ایک چور دروازہ کھولنے کی غرض سے نفع نقصان میں شرکت کے نظام (P.L.S) کا استعمال اس کی موجودہ صورت میں جاری رہے گا۔ اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا بنکاری اور مالیات کے نظام سے بحیثیت مجموعی سود کا خاتمہ ایک دلیرانہ اقدام ہوگا جس کے نتیجے میں بلاشبہ ابتداءً بہت سے مسائل اور مشکلات پیدا ہوں گی۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب ایک مرتبہ پورے اخلاص اور دل جمعی کے ساتھ نئے انتظامات پہ عمل درآمد کا آغاز ہو جائے گا اور سنجیدگی کے ساتھ کام کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے تمام مشکلات پہ قابو پا لیا جائے گا جیساکہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے ولینصرن اللّٰہ من ینصرہ (جو میرے دین کی مدد کرے گا میں اس کی مدد کروں گا)

اسلامی نظام اقتصادیات کی برکتوں اور فیض رسانیوں سے فائدہ صرف اس صورت میں اٹھایا جاسکتا ہے جب کہ صحیح معنوں میں سود کا مکمل انسداد کر دیا جائے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ نفع و نقصان میں شرکت کے نظام میں دانستہ یا نادانستہ جو خامیاں اور کوتاہیاں راہ پا گئی ہیں ان میں علمائے حق کے مشورہ سے فوراً ترمیم و اصلاح کر دی جائے، تاکہ قوم کو سود کی لعنت سے نجات مل سکے۔ جو ہماری معیشت اور قومی وسائل کو گھن کی طرح کھا رہا ہے اور ہماری بہت سی اقتصادی مشکلات و مصائب کا ذمہ دار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی آبادی میں زناکاری اور سود خوری، کا دور دورہ ہو جاتا ہے تو وہ آبادی اس امر کی مستحق ہو جاتی ہے کہ وہاں کے لوگوں پر اللہ تعالےٰ کا غضب نازل ہو۔

## غیر ملکی امداد سے چھٹکارا کیوں کر ہو؟

اب وقت آگیا ہے کہ غیر ملکی حکومتوں اور بین الاقوامی مالی اداروں کو یہ جتا دیا جائے کہ پاکستان اپنے ہاں اسلامی شریعت نافذ کرنے کے عمل کا آغاز کر چکا ہے جس میں سود کا لین دین ممنوع و حرام ہے۔ اس مسئلے کا تصفیہ ان کے ساتھ گفت و شنید کے ذریعہ کر کے ایسے ذرائع و وسائل تلاش کر لیے جائیں جن کے ذریعہ سود کے بجائے دوسری بنیاد پہ لین دین کیا جاسکے (جیسے مساوی حصہ داری وغیرہ) ایسی بات چیت جس کے ذریعے سود سے پاک لین دین کا کوئی طریقہ دریافت کیا جاسکے ایک عرصے سے معلق چلی آرہی ہے لیکن اب اس میں مزید تاخیر نہ ہونی چاہیئے۔

صدر سوڈان کے مشیر ڈاکٹر حسن ترابی (جنہوں نے دسمبر ۱۹۸۳ء کے دوسرے ہفتہ میں پاکستان میں تین محفلوں سے خطاب کیا) کے الفاظ میں یہ ادارے ہمارے متوازن اور منافع بخش نظام کو بھی اپنا سکتے ہیں بشرطیکہ مسلم ممالک اجتماعی طور پہ اسلام کے اقتصادی نظام کو اپنائیں اور اسے نافذ کریں جس کے لیے صرف ایمان کی پختگی اور جذبہ درکار ہے۔

غیر ملکی امداد کے سہارے ملکی معیشت چلانا پوری قوم کو احساس

گرانی کا شکار بنا دیتی ہے ۔ جھوٹی اقدار کے مطابق زندگی بسر کرنے کا رجحان اخلاق اور معاشرتی طور طریقوں کو بدل کر رکھ دیتا ہے ۔ اور نقالی کی عادت ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنے وسائل سے باہر رہ کر دوسروں کے طرز معاشرت کو اپنانے میں لگ جاتے ہیں جو کہ ہمارے اخلاقی اور روحانی فکروں سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتی۔

ماضی میں پاکستان کی ترقی پنج سالہ منصوبوں کے تحت مرحلہ وار صورت میں ہوتی رہی ہے لیکن یہ ترقی غیر ملکی "امداد" کی بنیاد پر ہوتی رہی ہے (اصل میں لفظ امداد کا استعمال غلط طور پر ہو رہا ہے اس لئے کہ امداد کوئی عطیہ نہیں ہوتی بلکہ مہاجن کے قرضے ہوتے ہیں جو بازار کی شرح سود پر دیئے جاتے ہیں ) اور ہمارے اس مطلوبہ ہدف سے ہٹ کر ہوتی رہی ہے کہ آمدنی کی تقسیم مساوی بنیادوں پر ہو اور معاشرے کی کم آمدنی رکھنے والے طبقات کے درمیان فرق بہت زیادہ بڑھ گیا ہے ۔ جس سے معاشرتی بگاڑ اور افراط و تفریط پیدا ہو گئی ہے ۔ ایسے معاشرتی اور اقتصادی مسائل کا علاج یہ ہے کہ غیر ملکی قرضوں پر مکمل سے پابندی عائد کر دی جائے اور اپنے وسائل کے مطابق زندگی بسر کرنے کی عادت ڈالی جائے ۔ یہاں اس حقیقت کا اظہار کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ۱۹۵۲ء تک جب کہ ہم نے انتہائی شرح سود پر غیر ملکی تجارتی قرضے لینے شروع نہیں کئے تھے پاکستان اپنی غذائی ضروریات اور دیگر متعدد معاملات میں خود کفیل تھا لیکن اب صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ اب ہمیں اپنے پہلے لئے ہوئے قرضوں پر سود ادا کرنے کے لیے مزید قرضے لینے پڑتے ہیں اور قرضے لینے اور سود ادا کرنے کا یہ مہیب دائرہ مزید بڑھتا اور پھیلتا جا رہا ہے ۔ اس دلدل سے نکلنے کے لیے جس میں ہم نے خود اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دے کر پھنسا لیا ہے (ہم نے سودی نظام کے اس پودے کو جسے ہمارے نوآبادیاتی آقاؤں نے اپنے دور استبداد میں یہاں لگایا تھا ۔ نہ صرف تحفظ فراہم کیا ہے بلکہ اس کی مزید آبیاری کی ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے ) یہ ضروری ہے کہ شریعت کے حکم کے مطابق ملکی اقتصادیات اور معاشرتی زندگی سے بغیر کسی ذہنی تحفظ کے سود کا قطعی طور پر انسداد کر دیا جائے۔ سود سے پاک معیشت ہی جس کی بنیاد شراکت اور مضاربت کے اسلامی اصولوں پر رکھی گئی ہو ، معاشرتی انصاف اور آزاد کاروبار کی ضمانت مہیا کرتی ہے اور وہی عوام کے معاشی مسائل اور ملک کے اقتصادی امراض کا علاج ہو سکتی ہے ۔ اس لئے کہ خواہ ہم اس امر کا احساس کریں یا نہ کریں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بیشتر اقتصادی اور معاشرتی مسائل کا بنیادی سبب ، سودی نظام ہے جس کی جڑیں اب بہت گہری ہو چکی ہیں ۔

کہا جاتا ہے کہ غیر ملکی امداد کے بغیر ملک کی اقتصادی ترقی کی رفتار متاثر ہوگی اور ترقیاتی منصوبے بند ہو جائیں گے ہم قوم اور ملک کی منصوبہ بندی کرنے والوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ سود کے بل بوتے پر حاصل کردہ غیر ملکی امداد (جو قہر الٰہی کو کھلی دعوت ہے ) سے جو تعمیر کردہ کروڑوں روپوں کے کارخانے ان کے لیے قابل فخر ہیں وہ چند سیکنڈوں میں ایک زلزلہ کے جھٹکے سے زمین دوز ہو سکتے ہیں ۔ اس لیے انہیں اطاعت خداوندی کی فکر کرنی چاہیئے ۔ اور قہر الٰہی کو دعوت دینے والی موجودہ پالیسی کو فوراً ترک کرنا چاہیئے ۔

مندرجہ بالا گزارشات اس غرض سے پیش کی گئی ہیں کہ ارباب اقتدار ان پر سنجیدگی سے غور کریں اور اس سلسلے میں ضروری اقدامات بلا تاخیر کریں ۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے حضور بری الذمہ ہو جائیں اس لیے کہ اللہ کے نزدیک سود سے زیادہ قابل مذمت و ملامت کوئی چیز نہیں جس کے لیے سورۃ بقرہ کی آیت ۲۷۹ میں سخت ترین وعید سنائی گئی ہے ۔ جب تک پاکستان میں تقاضائے مصلحت یا کسی اور عامل کے پیش نظر اس برائی کو نظر انداز کیا جاتا رہے گا اور مٹایا نہیں جائے گا۔ اسے اپنے آپ کو اسلامی مملکت کہنے کا حق نہ ہوگا کیونکہ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کی رو سے یہ درحقیقت اس وقت اللہ اور اس کے رسول سے برسر جنگ ہے ۔ حدیث پاک میں ہمیں یہ بات بڑی وضاحت سے بتائی گئی ہے کہ سود کا ایک درہم جو کوئی شخص جان بوجھ کر لیتا ہے وہ ۳۶ بار زنا کرنے سے زیادہ سنگین ہے ۔" اور یہ کہ " سود خوری کے ستر درجے ہیں جن میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے ۔" (ابن ماجہ)

ایسی سخت آسمانی وعیدوں اور سزا کی دھمکیوں کے باوجود ، جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں پیش کی گئیں پاکستان میں غالباً اسلام کے کسی اور حکم کی ایسی مٹی پلید نہیں ہو رہی جیسی سود سے متعلق اس حکم کی ۔ اس سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ یہاں اتنی بے چینی، گرانی ، خشک سالی ، ظلم ، حرص رشوت ستانی اور بے پناہ معدنی دولت کے باوجود اتنی غربت و افلاس کیوں ہے ۔ دعا ہے کہ اللہ

باقی صفحہ ۱۶ پر

# آپ کے مسائل کا جواب

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی

سوال ۔ قبر میں مردے کو لٹانے کا صحیح طریقہ کیا ہے! اس میں بھی حنفی مسلک اور اہل حدیث حضرات میں کچھ فرق ہے۔

جواب ۔ میت کو قبر میں داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹایا جاتا ہے اہل حدیث : مسلک کا مجھے علم نہیں ۔

سوال ۔ "تلاوت کلام پاک کے بعد ثواب ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام مسلمان مرد عورت کو پہنچایا جاتا ہے ؟ ہر روز اور ہر دفعہ بعد "تلاوت اس طرح ثواب پہنچانا اپنے ذخیرہ آخرت اور سبب رحمت خداوندی حاصل کرنے کے لیے مناسب ہے یا نہیں ؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اس طرح اپنا دامن خالی رہ جاتا ہے اور جس کو ثواب پہنچایا اس کو مل جاتا ہے ۔

جواب ۔ پہلے میں بھی اس کا قائل تھا کہ ایصال ثواب کرنے کے بعد ایصال کرنے والے کو کچھ نہیں ملتا ۔ لیکن دو حدیث اور ایک فقہی عبارت کسی دوست نے لکھ بھیجی جس سے معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کا اجر ملتا ہے اور وہ یہ ہیں :

(۱) من مر علی مقابر وقرأ قل هو الله احد " احدی عشرة ثم وهب للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات

(الرافعی ۔ عن علی ۔ کنز العمال ص ۶۵۵ ج ۱۵ حدیث نمبر ۴۲۵۹۵ ۔

(۲) من حج عن ابیه او امه فقد قضی عنه حجته وکان له فضل عشر حجج (دار قطنی ۔ عن جابر فیض القدیر ص ۱۱۶ ج ۶)

(۳) فی زکوة التاتارخانیه عن المحیط الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شیئاً ۔ رشامی ص ۵۹۵ ج ۲)

سوال ۔ آجکل نیپال میں ایک غیر مسلم عورت کے متعلق مشہور ہو رہا ہے کہ وہ روحانی طریقوں سے جسمانی امراض مثلاً گردہ کی پتھری نکالنا ، پیٹ میں سے رسولی نکالنا، آنکھ سے موتیا بند نکالنا وغیرہ کا علاج کرتی ہے اور لوگ اس سے علاج کرا کر آ رہے ہیں ۔ طریقہ اس طرح ہے کہ اپنے ہاتھ پر کچھ پڑھ کر اپنا ہاتھ متاثرہ جگہ پر چلایا خون پیپ وغیرہ بلا کسی تکلیف کے نکلتا دکھائی بھی دیا اور چند منٹ میں گردے کی پتھری اپنے ہاتھ سے نکال دی ۔ دوبارہ ہاتھ پھیرا تو زخم وغیرہ سب ٹھیک ہو گئے ۔ کیا اس طرح مسلمانوں کا علاج کرانا جائز ہے یا نہیں نیز اس طریقہ علاج کی کیا حقیقت ہے اس کے متعلق آپ کچھ بتلا سکیں گے ! کیونکہ سائنس کی روشنی میں تو اس کی نظر بندی یا

شعبدہ بازی کے علاوہ کوئی اور توجیہ نہیں کی جا سکتی۔

جواب۔ یہ مسمریزم کی مشقیں ہوتی ہیں روحانیت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ علاج جائز ہے۔ واللہ اعلم

سوال۔ چونکہ ہماری فقہ شریف (فقہ حنفیہؒ) میں چار قسم کی شراب حلال ہے ہدایہ شریف کتاب الاشربہ میں حضرت الامام الاعظم ابوحنیفہؒ سے گیہوں۔ جو۔ جوار اور شہد کی شراب حلال لکھی ہے اور اس کے پینے والے پر اگر نشہ بھی ہو جائے تو اس کی حد نہیں۔

ہم نے ایک کمپنی قائم کی ہے جس کا نام حنفی وائن اسٹور رکھا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر ہم بیئر۔ وہسکی۔ برانڈی اور شیمپین فروخت کریں تو یہ جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب۔ فقہ حنفی میں فتویٰ اس پر ہے کہ ہر نشہ آور شراب حرام ہے۔ نجس ہے اور قابل حد ہے۔

(شامی ص ۴۵۵ ج ۶ طبع جدید)

سوال سود کا لین دین از روئے شریعت حرام ہے تو کیا بنک کی ملازمت کرنا بھی حرام ہے؟ حالانکہ ملازمت کرنے والا اپنی محنت کرتا ہے۔

جواب۔ بنک کی ملازمت جائز نہیں۔ کیونکہ بنک سارا نظام سود پر چلتا ہے اور اسی میں سے ملازمین کو تنخواہ بھی ملتی ہے۔

سوال ———— اس وقت حکومت کا اقتصادی نظام سود پر قائم ہے نیز بیرونی ممالک سے قرضے۔ اندرونی ملک سارا کاروبار سود پر مبنی ہے نیز حکومت عوام سے بعض غیر شرعی ٹیکس بھی لیتی ہے تو کیا ایسی صورت میں عام سرکاری ملازمین جو حکومت کے خزانے سے تنخواہ لیتے ہیں جائز ہے؟

جواب۔ حکومت کے جائز شعبوں کی ملازمت جائز ہے اس کو بنک کی ملازمت پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

سوال فضائل حج صہ ۲۱۴، ۲۱۵ پر دسویں تاریخ کا ذکر ہے۔ اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اس دن میں چار کام کرنے ہیں۔ رمی، ذبح، سرمنڈانا، طواف زیارت کرنا۔ یہی ترتیب ان کی ہے۔ اس میں بہت سے حضرات سے بھول وغیرہ کی وجہ سے ترتیب میں تقدم وتاخر ہوا۔ ہر شخص آکر عرض کرتا کہ مجھ سے بجائے اس کے ایسا ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس میں کوئی گناہ نہیں ہوا۔

اب اس ترتیب میں تقدیم وتاخیر ہو دم واجب بتایا جاتا ہے معلم الحجاج ص ۲۵۳ اگر مفرد یا قارن نے یا متمتع نے رمی سے پہلے سرمنڈایا، یا قارن اور متمتع نے ذبح سے پہلے سرمنڈایا۔ قارن اور متمتع نے رمی سے پہلے ذبح کیا تو دم واجب ہوگا۔ کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے

یہ فرق سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر نامناسب نہ ہو تو واضح فرما دیں۔

جواب: یوم النحر کے چار افعال۔ رمی، ذبح، حلق، اور طواف زیارت میں اول الذکر تین میں ترتیب واجب ہے۔ تقدیم وتاخیر کی صورت میں دم واجب ہوگا۔ مگر طواف زیارت اور تین افعال مذکورہ کے درمیان ترتیب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے پس اگر طواف زیارت ان تین سے پہلے کرلیا جائے تو کوئی دم لازم نہیں۔

حدیث میں ان تین افعال کے آگے پیچھے کرنے والوں کو جو فرمایا گیا ہے کہ کوئی حرج نہیں۔ حنفیہ اس میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس وقت افعال حج کی تشریح ہو رہی تھی۔ اس لیے خاص اس موقع پر بھول چوک کر تقدیم وتاخیر کرنے والوں کو گناہ سے بری قرار دیا۔ مگر چونکہ دوسرے دلائل ان افعال میں ترتیب کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس لیے دم واجب ہوگا۔ واللہ اعلم

**بقیہ: سودی معیشت**

تعالیٰ ہمیں اس قرآنی وعید کے سنگین نتائج پر غور وفکر کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم اس کی ناراضگی اور مزید غیظ وغضب کو دعوت دینے کی جہالت و نادانی سے بچ سکیں۔

"اور جس نے پھر بھی کیا (یعنی سود لیا) وہ جہنمی ہے ایسے لوگ ہمیشہ ہی جہنم میں رہیں گے۔" (قرآن مجید ۲۷۵-۲)

عورتوں کیلئے

# پردہ

## پاکیزہ معاشرہ اور قابل رشک زندگی کا ضامن

جلد ہی وہ وقت آنے والا ہے جب ہر مسلم ملک میں پردے کے خلاف نعرے بلند ہونے لگیں گے۔ اور پردہ رجعت پسندی اور جہالت سے تعبیر کیا جانے لگے گا ہر زبان پر بے ساختہ یہ کلمات آنے لگیں کہ معاشرتی اور اقتصادی ترقی کے لیئے ضروری ہے کہ آج کی عورت پرانی روایتوں اور رجعت پسندانہ طور و طریق کو چھوڑ کر آزادانہ مردوں کے شانہ بشانہ چلنے لگے لیکن مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مسئلے کو اسلام کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں۔

عورت اور مرد کے بارے میں اسلام کا منصفانہ فیصلہ سورۃ نساء میں موجود ہے "کہ مرد خدا کی عطا کردہ فضیلت سے عورت کا نگہبان و ذمہ دار ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد عورت کا ذمہ دار و محافظ اور اس کا ہمدم و دمساز ہے۔ مرد کے لیئے ضروری ہے کہ وہ عورت کو اپنی انصاف اور مہربانی کے جاں فزا لمحے بخشے تاکہ عورت اپنی وفا کیشی اور اطاعت شعاری کا ثبوت دے سکے۔ اللہ تعالٰی نے مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے۔ عورت کو اللہ تعالٰی نے اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ زندگی کی دشوار راہوں میں مرد کی تسکین اور اطمینان کا سامان مہیا کرے۔ اسی سے خاندانی انتظام کی تشکیل ہوتی ہے۔ اور بچوں کی تربیت بطرزِ احسن ہو پاتی ہے

جن خاندانوں میں عورت اپنے خاندان کے معاشی مسائل کو حل کرنے کے لیے میدان میں نکلتی ہے۔ ان میں معاشرے کا سارا نظامِ مختل ہو جاتا ہے۔ مرد کی حیثیت ایک شے بیکار سے زیادہ نہیں رہ جاتی۔ بچے اس کا ذرا بھی احترام نہیں کرتے۔ اس کی بے شمار مثالیں آج کے معاشرے میں بکھری پڑی ہیں۔

قرآن نے مسلمانوں کے لیے پاکیزہ معاشرہ اور قابل رشک زندگی کے سلسلہ میں پردے اور رہن سہن کا تذکرہ کئی جگہوں پر کیا ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء بنت ابوبکر کو باریک کپڑے پہننے پر ملامت کی اور فرمایا کہ عورت جب سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ چہرہ ہتھیلیوں اور پیروں کے علاوہ اپنے جسم کا کوئی حصہ کسی مرد کے سامنے ظاہر کرے۔ رسولِ اکرم نے ازواج مطہرات رض کو اپنے اپنے گھروں میں وقار و تمکنت کے ساتھ رہنے کا حکم دیا اور جاہلانہ زینت و آرائش سے منع فرمایا آج کی عورتوں کے لیے بھی یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ آراستہ ہو کر اور فتنہ انگیز لباس زیب تن کر کے لوگوں کے سامنے نکلیں۔ انہیں تو چاہیے کہ اجنبیوں کو اپنی جھلک تک نہ دکھائیں۔

پردے اور آزادی نسواں کی حرمت کے دلائل بالکل واضح ہیں۔ پھر ہمارے لیے یہ کہاں تک جائز ہے کہ ہم اپنی لڑکیاں بہنوں، بیویوں کو مغربی فیشن سے آراستہ بے پردہ گھومتے ہوئے دیکھتے رہیں۔ معلوم نہیں ایک مسلمان کی اسلامی غیرت یہ کیسے گوارہ کر لیتی ہے کہ اس کی لڑکیاں اور بہنیں دفتروں، کالجوں، کارخانوں اور ہوٹلوں میں آزادانہ گھومتی پھرتی ہیں مجلسوں اور کلبوں میں رقص کرتی ہیں اور ٹیلی ویژن اور سینماؤں میں اپنی عریانیت کا



www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

مقابلہ کرتی ہیں۔

بلاشبہ پردہ کے احکام اور عورتوں پر اسلام کی عائد کردہ پابندیاں اس کی بہتری اور اصلاح کی ضامن ہیں۔ معاشرے کی بھی بھلائی اسی میں ہے جو اس کے ہاتھوں تشکیل پاتا ہے اور نئی نسل کے لیے بھی اسی میں اچھائی ہے کہ وہ اس کی آغوش محبت میں پرورش پا سکے۔ ان تمام احکام اور پابندیوں کا مقصد بس اتنا ہے کہ اسلام کو بدکاری و بے حیائی ایک آنکھ نہیں بھاتی اس لیے وہ اس کا سدباب کرنے کے لیے ان تمام چیزوں پر بندش لگاتا ہے جن کے نتیجے میں اخلاقی بحران اور بدکاری و بے حیائی کا چلن ہوتا ہے۔

آزادی نسواں کی تحریک کے بانی اور سرغنہ کارل مارکس اور انجلیز تھے۔ انھوں نے ۱۸۴۸ء میں اشتراکی دستور (مینی فیسٹو) میں یہ خیال پیش کیا کہ شادی عورت کے لیے لعنت کا طوق ہے۔ جس سے وہ مرد کی غلام بن جاتی ہے۔ اشتراکیت کے علمبرداروں نے اس بے بنیاد خیال کا پرچار کیا۔ عورتوں کو برقعہ اتار پھینکنے اور کارخانوں اور فیکٹریوں میں مردوں کے دوش بدوش چلنے پر اکسایا۔

آج کے دور میں اس خیال کے ہمنوا دو قدم اور آگے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ عورتوں کو بھی اپنی جنسی خواہش پوری کرنے کی پوری پوری آزادی ملنی چاہیے۔ اسے مردوں کے تعلیم حاصل کرنے اور تمام کلچرل پروگراموں میں حصہ لینے کی آزادی ہونی چاہیے۔ عورتوں کو بھی شادی سے قبل اپنی جنسی بھوک مٹانے کی کھلی چھوٹ ہو تاکہ اس کی جوانی کی رنگین راتیں بے کیف نہ گزریں۔ بچوں (جن کی بڑی تعداد کنواری ماؤں کی اولاد ہوتی ہے) کی تعلیم وتربیت کے لیے حکومت کی زیر سرپرستی مدرسے اور شفا خانے کھول دیئے جائیں تاکہ عورتوں کی آزادی اور رنگ رلیوں میں کسی طرح کا خلل نہ پڑنے پائے۔

رسائل، ریڈیو، ٹیلی وژن اور سینماؤں کے ذریعہ آزادی نسواں کا جو پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ اس میں اس بات کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ عورت صرف ایک "رنگین کھلونا" ہی نہیں بلکہ "ماں" اور بیوی ہوتی ہے۔

چنانچہ نئی روشنی سے متاثر ذہن اس کو ناقابل معافی جرم سمجھتا ہے کہ عورت اپنی عمر عزیز کے گراں مایہ لمحات گھریلو ذمہ داریوں کو سنبھالنے اور بچوں کی پرورش و پرداخت میں گزار دے کیونکہ اس طرح انسانی قوت عمل کا نصف حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اور انسانی معاشرے کو ایک ناقابل تلافی اقتصادی خسارے سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

آج کا جدید اور روشن خیال طبقہ لڑکیوں کی کالج اور اسکول کی تعلیم پر اس طرح زور دیتا ہے کہ جیسے کہ وہ عورت کو مرد کے مقابلے میں لاکھڑا کر دینا چاہتا ہے اور اسے ان تمام کاموں میں مرد کے مقابل اور فریق کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ جو وہ دفتروں اور کارخانوں میں انجام دیتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ طبقہ عورتوں سے اس بات کا بھی مطالبہ کرتا ہے کہ بیرونی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ وہ گھریلو انتظام اور بچوں کی پرورش و پرداخت کا کام بھی بحسن و خوبی انجام دے۔ اگر انصاف کے ساتھ اس نقطہ نظر کا تجزیہ کیا جائے تو جدید ذہن کا پیش کردہ یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ثابت ہوگا۔ کیونکہ عورت بیک وقت دو ذمہ داریاں نہیں سنبھال سکتی اسی طرح وہ ایسی ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی جو اس کی نسوانیت اور فطری ساخت کے منافی ہوں۔ لیکن علمبرداران حریت نسواں کا کہنا ہے کہ عورت کسب معاش کے لیے دفتروں اور کارخانوں میں بھی جائے اور شوہر کی خدمت، بچوں کی پرورش اور دیگر خانگی امور کو بھی انجام دے اور اس خیال کو عقل سلیم کسی طرح بھی جائز نہیں قرار دے سکتی۔

کوئی آزادی نسواں کے علمبرداروں سے پوچھے کہ کیا اسلامی ممالک مغربی قانون کی نقل میں جدید عائلی قوانین کو ترجیح دے کر معاشرے کی کچھ اصلاح کر سکے۔ یہ قوانین لڑکے اور لڑکیوں کی شادی کے لیے عمر کی ایک حد تو متعین کرتے ہیں۔ لیکن کیا وہ شادی سے پہلے جنسی بے راہ روی پر بھی کوئی پابندی لگاتے ہیں۔ اسی طرح تقریباً تمام ہی اسلامی ممالک میں تعداد ازدواج کے خلاف آواز اٹھ رہی ہے اور یہ ممالک قرآن و سنت کے احکام کے علی الرغم اسے قانونی پر ناجائز قرار دینے کے لیے کوشاں ہیں ..... کیا ان تجدد پسندوں نے

کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارہ کی کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی محبت میں دوسری عورت کو شریک کرلے اور یہ دوسری بیوی شوہر کی خدمت اور گھریلو ذمہ داریوں کو انجام دے اور پہلی بیوی کے دردوغم میں شریک ہو یہ بہتر ہے یا یہ کہ مرد ناجائز طور پر کسی دوسری عورت سے جنسی تعلقات رکھے مگر یہ تہذیب نو سے متاثر ممالک تعدد ازدواج کو کلی طور پر ناجائز قرار دینے کے لیے قوانین وضع کرتے جارہے ہیں۔ اور یہ کسی قیمت پر بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں کہ شوہر پہلی عورت کو طلاق دیئے بغیر دوسری عورت سے شادی کرلے۔ کیا یہ شکل عورت کے لیے مناسب نہ ہوگی کہ اگر اس کی زندگی اپنے شوہر کے ساتھ مسرت و شادمانی سے نہ گزر رہی ہو تو وہ "خلع" کرالے تاکہ زن وشوہر دونوں اپنی اپنی پسند کے ہم مزاج ساتھی تلاش کرسکیں۔ اس اسلامی قانون "خلع" کو چھوڑ کر اگر مسلم عورت مغربی قانون کا سہارا لے تو دین و دنیا دونوں کی بدنصیبی اس کے حصے میں آئے گی۔ کیونکہ اس شکل میں زن و شوہر غیر اسلامی عدالت میں برسرعام ایک دوسرے پر کمینگی، بدکرداری اور بدچلنی کا الزام لگانا ہوگا۔ ان الزامات کی روشنی میں جو فیصلہ ہوگا۔ اس سے عورت کی اتنی رسوائی و بدنامی ہوگی کہ اس کے لیے دوسرا شریک حیات تلاش کرنا دشوار ہوجائے گا اور کوئی مرد بھی اسے بیوی کی حیثیت سے قبول کرنا گوارا نہیں کرے گا اور زندگی کی ناہموار راہوں میں برابر بدنصیبیوں کا سامنا کرتے کرتے دم توڑ دے گی۔

تحریک آزادئ نسواں کے علمبرداروں کو عورت کی سعادت و مسرت کی کبھی بھی پرواہ نہیں رہی ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس تحریک کے رخ سے دبیز نقاب ہٹاکر اس کے اصل خدوخال کو دیکھیں اور اس کی ظاہری چمک دمک سے دھوکا نہ کھائیں۔ یہ ایک خوش گوار ماحول، پاکیزہ معاشرہ اور آباد خاندان کو برباد کرنے کی ایک گھناؤنی سازش ہے۔ یہ پوری تحریک عورت کو گمراہ کرنے اور اس کی خوش گوار اور پرمسرت زندگی کو جہنم بنانے کی ایک سنہری چال ہے اس کی حقیقت ایک کھوکھلے نعرے سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔

عورت جب پردے کو خیرباد کہہ کر باہر نکل پڑتی ہے۔ اور جدید تہذیب کی ظاہری چمک و دمک سے دھوکا کھاجاتی ہے۔ تو وہ اپنی عزت، شرافت اور شرم و حیا کو کھو بیٹھتی ہے اور اخیر میں اپنی سب سے قیمتی متاع عصمت و عفت اور پاکیزگی سے بھی محروم ہوجاتی ہے پھر اس کی شخصیت ختم ہوجاتی ہے اور اس کی نسوانیت کا اصل جوہر تہذیب نو کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔

**بقیہ: ابتدائیہ**

(۴) ایسے افراد جو قادیانیوں کے غلط اندراجات کی نشاندہی کریں اور تحقیق و تفتیش کے بعد ان کی بات پایہ ثبوت تک پہنچ جائے تو ان کی ہمت افزائی کی جائے اور انہیں معقول انعام کا مستحق قرار دیا جائے (خواہ وہ نقد کی صورت میں ہو یا گریڈ میں ترقی کی شکل میں)۔

(۵) سرکاری طور پر ایسے مسلمانوں کو ہر قسم کا جانی، مالی اور ذہنی تحفظ فراہم کرتے ہوئے ان کو اس بات کی یقین دہانی کرائی جائے کہ ان کے اس فعل پر انہیں کسی مشکل کا سامنا نہیں ہوگا بلکہ ان کا مخالف درحقیقت گورنمنٹ کا فریق شمار ہوگا۔

(۶) سرکاری طور پر یہ بھی اعلان کردیا جائے کہ جو شخص قادیانیوں کی غلط بیانی پر پردہ پوشی یا ان کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے پایا گیا (کوئی عذر سنے بغیر) اس کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُسے سرکاری ملازمت سے سبکدوش کردیا جائے گا۔

اگر ان تجاویز پر عمل کیا جائے تو یقیناً قادیانی کسی صورت بھی احتساب سے نہیں بچ سکیں گے۔ ورنہ قادیانی کہیں تو لاؤ لالچ سے کام لیں گے۔ اور کہیں سفارش اور ناجائز اختیارات کا استعمال کریں گے۔ اس لیے آخر میں ہم پھر گذارش کریں گے کہ اگر ارباب اقتدار قادیانی احتساب میں مخلص ہیں تو مذکورہ بالا تجاویز پر عمل کرتے ہوئے اپنے اس پروگرام کو مؤثر بنائیں۔

سعید احمد جلالپوری

# قادیانیت کے خلاف

# حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری کا جہاد

مرتبہ: حضرت مولانا کوثر نیازی صاحب

آج سے تقریباً ۷۵ سال قبل یعنی ۱۹۲۰ء بمطابق ۱۳۴۰ھ کے قریب قادیانی فتنہ اپنی تمام شرسامانیوں کے ساتھ پورے ہندوستان کے اطراف واکناف میں اور خصوصاً پنجاب میں ایک طوفانی صورت سے اُٹھا۔ سادہ لوح اور بھولے بھالے لوگوں کی مذہب کی حقیقی اور شاداب ہے۔ اس لیے اُس زمانہ میں بہت سے لوگ قادیانی فتنہ کے شکار ہوگئے۔ یہ بات مسلّمہ ہے کہ اس فتنہ کو انگریزی حکومت کی پشت پناہی حاصل تھی۔ اور یہ لوگ بھی انگریزی حکومت کے قدم کو مضبوط کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے خود بھی اپنی کئی تصانیف میں متعدد جگہوں پر اظہار کیا کہ ان پر انگریزوں کی وفاداری فرض ہے۔ مثلاً ایک موقعہ پر لکھتے ہیں۔

"سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں۔ جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیرخواہ ہے ...... میرے والد صاحب اور خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ و وفادار رہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیرخواہ سرکار انگریزی ہے ...... یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو لوگوں کے دلوں میں جمادیں[1]"

شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

فتنۂ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

بہرحال اس فتنہ کا مرکز قادیان (مشرقی پنجاب) تھا۔ (اور بعد ازاں ربوہ میں جو پاکستان میں واقع ہے منتقل ہو چکا تھا۔ وہاں بھی اب اللہ کے فضل سے اس کا کلی طور خاتمہ ہی ہوا۔ کیونکہ حکومت پاکستان نے علماءِ اسلام کے مشورہ سے اس فرقہ کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا) اور آہستہ آہستہ اس کے اثرات ساری دنیا میں پھیلنے لگے۔ یہاں تک کہ جاہل لوگوں سے گذر کر تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس سے متاثر ہونے لگا۔ برصغیر میں انگریزی پڑھے لکھے لوگ جو عموماً

[1] درخواست بحضور لفٹننٹ گورنر منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص۱۹ مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی۔

اسلام سے ناواقف تھے۔ اور مرزا قادیانی کی عیاری اور مکاری کو تاڑنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے اس فتنہ کا شکار ہونے لگے۔ اس لیے اس فتنہ کا خاتمہ کرنے کے لیے علماءِ ربانی کمر بستہ ہوئے جن میں امام العصر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ والبرکات کا نام نامی سرفہرست ہے۔

فتنۂ قادیانیت کے لیے مشہور اہلحدیث عالم اور مفسر القرآن حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری[له] رح کی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔

حضرت موصوف قدس سرہٗ حضرت شاہ صاحب ؒ کے ہم عصر او. حضرت شاہ صاحب ؒ کے قدردان تھے۔ اس لیے اس موقع پر مولٰنا موصوف کا تذکرہ کرنا ضروری بن گیا۔

الغرض حضرت محدثِ کشمیری ؒ نے جب یہ دیکھا کہ امت مسلمہ ایک سخت امتحان میں مبتلا ہے، جس میں اس کی تباہی کا بھی خطرہ ہے تو انہوں نے قادیانی فرقہ کے غلط عقائد کی تردید میں ایک منظم مہم چلانے کا فیصلہ فرمایا کیونکہ مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے فتنہ سے

---

[له] امام المناظرین حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں امرتسر میں پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت موصوف کی خودنوشت سوانح حیات کے مطابق ان کے والدِ ماجد علاقۂ ڈورو اسلام آباد کشمیر کے رہنے تھے۔ جو کشمیر سے امرت سر پشمینہ کا کاروبار کرنے کے لیے آتے تھے۔ اور بعد ازاں امرتسر میں ہی سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے بیان کے مطابق کشمیری اقوام میں ایک گوت "منٹو" جو کہ یہاں کے برہمنوں کی ایک شاخ ہے، کے ساتھ تعلق ہے۔

مولانا مرحوم کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہاں صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ اس عظیم المرتبت مردِ مجاہد نے اپنی تمام عمر اسلام کی خدمت میں صَرف فرمادی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مولانا موصوف اس امتیازی خصوصیت کے مالک ہیں۔ جنہوں نے مختلف نظریہ کے علماء دین سے استفادہ کیا ہے۔ پنجاب میں مولانا حافظ عبدالمنان صاحب ؒ، دیوبند میں مولانا محمود الحسن صاحب ؒ اور کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب (رحمہم اللہ تعالیٰ) ان کے شیخ الحدیث رہے ہیں۔

یوں تو اس دلیر اور حق گو عالم دین اور موحدِ حقیقی نے اپنی ساری عمر شرک و بدعت کے خاتمہ کے لیے صرف فرما دی۔ لیکن پھر بھی تردید قادیانیت میں آپکی ناقابلِ فراموش خدمات کو اس سب پر فوقیت اور ترجیح دی جاسکتی ہے۔ علم و عمل کے اس بحرِ بیکراں نے قادیانیت کے خلاف اتنی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں کہ خود حضرت موصوف نے ایک بار تحریر فرمایا ہے کہ "مجھے خود ان کا شمار یاد نہیں" آپ کے مناظروں، تحریروں اور تقریروں سے مرزا قادیانی (علیہ ما علیہ) کتنا تنگ آگیا تھا۔ اس کا اندازہ اس بات سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کے عنوان سے مرزا نے لکھا کہ:-

"مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت بدنام کیا۔ میرے قلعہ کو گرانا چاہا (وغیرہ) اس لیے میں یہ دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں مرجائے۔" پھر کیا ہوا؟ وہ تو آج بھی بفضلِ خدا زبانِ خاص و عام ہے۔ یعنی مرزا قادیانی کے مرنے کے کوئی ۴۰ سال بعد مولانا امرتسری ؒ انتقال فرماگئے۔

علامہ امرتسری ؒ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ قرآنِ پاک کی کئی تفسیریں لکھ کر ہم پر بار احسان رکھا۔ ان میں تفسیر ثنائی اور تفسیر القرآن، کلام الرحمٰن خاص طور پر مشہور ہیں۔

آخر علوم اسلامیہ کا یہ بے لوث عالم، دلیری اور حق گوئی کا پہاڑ اور مسلکِ اہل حدیث کا یہ یکتا خادم ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء بمطابق ۱۳۶۷ھ کی صبح کو دوشنبہ کے دن اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملا اور اس طرح سے علم و فضل کا یہ آفتاب تابان سرگودھا (پاکستان) کی سرزمین میں ہمیشہ کے لیئے غروب ہوگیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

سالِ وفات کا مادہ "ھو المغفور" ہے

زمین کھاگئی آسمان کیسے کیسے۔ (کوثر)



www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

حضرتِ شاہ صاحبؒ بے چین رہتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ امت محمدیہؐ میں داخلی اور اندرونی فتنہ ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے تردید قادیانیت کے لیے کیا کچھ کیا وہ بجائے خود ایک اہم باب ہے اور اس پر ایک ضخیم کتاب بھی مرتب ہو سکتی ہے۔

یوں تو زیر نظر کتاب کے کئی مقالات میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے "قادیانی" فتنہ کی بیخ کنی کے لیے کیا کیا اقدامات فرمائے۔ لیکن ان میں مولانا بدر الحسن دربھنگوی اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کے گراں قدر مقالات چونکہ خاص اسی موضوع پر ہیں۔ اس لیے ان ہر دو مقالات سے بھی حضرت شاہ صاحبؒ کی مساعی جمیلہ سے متعلق بڑی حد تک آگہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے قادیانی فرقہ کے غلط عقائد کی تردید میں ہمہ گیر اور منظم مہم چلانے کا فیصلہ کیا۔ حضرتؒ نے اپنے تلامذہ سمیت غیر منقسم ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ شروع کیا۔ جگہ جگہ تبلیغی جلسوں کا انعقاد کیا اور مسلمانوں کو قادیانی فتنے سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت نے پنجاب اور صوبۂ سرحد کا دورہ کیا قادیانی مبلغین سے مناظرے اور مباحثے کیے۔ خاص کر فیروز پور۔ پنجاب کے تاریخی مناظرہ میں اپنے رفیق کار علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سمیت قادیانی دجل و فریب کا پردہ پوری طرح چاک کر دیا۔ خاص قادیان میں جاکر قادیانیوں کو صراط مستقیم دکھائی۔ تاکہ کسی طرح یہ امت خداوند کریم اور رسول برحقؐ کی نافرمانی سے باز رہے۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے قابل فخر تلامذہ کی اعانت سے تردید قادیانیت میں مختلف رسالے عربی زبان میں شائع کر کے مصر و شام اور دوسرے اسلامی ممالک میں مفت تقسیم کرائے تاکہ یہ ممالک بھی قادیانی فرقہ کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہ سکیں۔ مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر پہلے ایک رسالہ "عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام" لکھا۔ اس کے بعد بطور اس کے حواشی یا ضمیمہ کے "تحیۃ الاسلام" نام سے دوسرا رسالہ تالیف فرمایا۔ مسئلہ کفر و اسلام کے حدود پر حضرت نے رسالہ "اکفار الملحدین فی شیئ من ضروریات الدین" تالیف فرمایا۔ ختم نبوت پر "خاتم النبیین" کے نام سے فارسی زبان میں بھی ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اور یہ آپ نے خصوصیت سے اپنے وطن کشمیر کی ضرورت کو سامنے رکھ کر تحریر فرمائی۔ کیونکہ ان دنوں کشمیر میں بھی قادیانی فتنہ سر اٹھا چکا تھا۔ اس کتاب کے متعلق یہاں یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے مرض وفات میں رو رو کر فرمایا۔ "ہم نے عمر ضائع کی اور کوئی کام آخرت کے لیے نہ کیا۔ ہاں یہ رسالہ "خاتم النبیین" اس لعین قادیانی کے رد میں لکھا ہے۔ توقع ہے کہ شاید یہی میری نجات کا ذریعہ ہو جائے۔[1]"

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ "خاتم النبیین" نامی یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اور بقول مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی یہی ان کی خاتمہ التصانیف بھی قرار پائی ہے۔

اس سے پہلے اردو زبان میں بھی حضرت شاہ صاحبؒ نے دعوت حفظ ایمان کے نام سے کئی رسالے تصنیف فرمائے ہیں اور وہ بھی غالباً ان دنوں کشمیر کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر ہی لکھے۔ ایک رفیق سے ہمیں دعوتِ حفظ ایمان کے دو جزء ہاتھ آئے۔ مرزا قادیانی کے مبلغ علم کے بارے میں حضرت شاہ صاحبؒ نے جو تذکرہ فرمایا ہے اُسے ضبط تحریر میں لانا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

"یہ شخص معمولی درجہ کی فارسی اور اردو کا مالک ہے۔ نثر و نظم میں کوئی اعلیٰ پایہ نہیں رکھتا۔ عربی میں تک بندی یا سرقہ کر سکتا ہے اور صوفیہ کرام جسے فن حقائق کہتے ہیں۔ اس میں کسی حقیقت کو صحیح نہیں سمجھ سکا۔ قرآن مجید کی مناسبت سے اس قدر محروم ہے کہ اپنی مطبوعات میں نہایت کثرت سے آیات غلط اور محرف نقل کرتا جاتا ہے۔ تعلیم اس کی باب اور بہاء اللہ کی تعلیم سے مسروق ہے۔ بہاء اللہ کی کتابیں یہاں پیشتر موجود نہیں تھیں۔ جس کی وجہ سے کچھ وقفہ رہا۔ اب کہ کتابیں اس کی آگئیں ناظرین نے

---

[1] حیات انور ص ۲۲۳، ۲۳۵

اس سرتبہ نافضہ کو ثابت کر دکھایا۔ مع ہٰذا اس دجال کی دریدہ دہنی اس درجہ تک ہے کہ کہتا ہے ؎

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

(یعنی) ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہوا ہے نہیں تو مرے پڑے تھے اور ہر رسول میرے چولے میں چھپا پڑا ہے۔"

(ملاحظہ ہو دعوت حفظ ایمان ص۳)

اسی طرح اکفار الملحدین فی ضروریات الدین میں بھی ایک جگہ مرزا کے علم کے متعلق اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں :-

"یدعی دعاوی بسیطةً عاطلةً مع غایة جهله وقلة فهمه حتی انهٗ لا یستطیع تلفیق عبارةٍ صحیحةٍ فی الفارسیّة فکیف بالعربیة ویزعمها حقائق وهی فی الحقیقة بقایق۔"

(اکفار الملحدین ص ۱۰۵)

جس رسالہ دعوتِ حفظِ ایمان کے متعلق سطور بالا میں ہم نے عرض کیا۔ اس کے آخر میں حضرت شاہ صاحبؒ زیر فرماتے ہیں :-

"حکومت کشمیر کو بھر بحیثیت رعیت ہونے کے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل عالم اسلام مصر شام، عرب، عراق، ہندوستان، کابل وغیرہ قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ ان کی بھرتی اسکولوں اور محکموں میں مسلمانوں پر احسان نہیں اور ہمیشہ موجب تصادم و خللِ امن رہے گی۔

اہل کشمیر پر واضح رہے کہ جو قادیانی اخبار کشمیر سے جاری ہوا۔ وہ قادیانی نفاق (یعنی کفر کی تخم ریزی ہے عنقریب نتائج دبرگ دکھلائے گا۔ مسلمان اپنی جیبیں خالی کر کے کفر نہ خریدیں۔ والسلام

العارض : محمد انور شاہ کشمیری عفی اللہ عنہٗ

از دیوبند، ۲۲، ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ

الغرض شاہ صاحبؒ نے اپنی علالت، بڑھاپا اور علمی مشاغل کی کثرت کے باوجود دن رات اس فتنہ کی روک تھام میں صرف کیے انہوں نے ہندوستان کے دوسرے علماء و فضلاء کو بھی اصلاح قوم کی طرف متوجہ کیا۔

چنانچہ شاہ صاحبؒ کے انتقال کے بعد ان کے شاگردوں نے اپنے استاد کے شروع کیے ہوئے کام کو جاری رکھا، اور اب بھی وہ اس ضمن میں اپنے فرائض سے بدستور عہدہ برآ ہو رہے ہیں۔ فجزاھم اللہ خیرا۔

(جاری ہے)

## بقیہ : عرب کا تاریک دور

تمام رسالتوں اور نبوتوں سے بڑھ کر ہو اور ایسے نبی کا خواستگار تھا۔ جو ہدایت اور دینِ حق کا پرچم آفاقِ عالم میں ہمیشہ کے لیے بلند کر دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ | جو لوگ کافر ہیں یعنی اہل کتاب اور مشرک، وہ کفر سے باز رہنے والے نہ تھے۔ جب تک ان کے پاس کھلی دلیل نہ آتی۔ یعنی خدا کے پیغمبر جو پاک اوراق پڑھتے ہیں۔ جن میں مستحکم آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ |

(سورہ بینہ ۲-)

کم بولنا حکمت، کم کھانا صحت، کم سونا عبادت، اور عوام سے کم ملنا عافیت ہے۔

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

# نعت کے پھول

عبرتؔ صدیقی

مرے پیارے نبی اللہ اللہ — نازِ پیغمبری اللہ اللہ
آپ کے اُمتی اللہ اللہ — یہ خدا کے ولی اللہ اللہ
عرش پر خود خدا نے بلایا — شان یہ آپ کی اللہ اللہ
خضرِ منزل ہے ملت کا راہی — آپ کی رہبری اللہ اللہ
اچھے لوگوں میں ہے سب سے اچھا — آپ کا امتی اللہ اللہ
حشر میں سب یہ کہتے اٹھیں گے — یا نبی یا نبی اللہ اللہ
ان کے حسنِ عمل کا ہے پرتو — ہر نئی روشنی اللہ اللہ
ان کا ثانی نہیں اور نہ ہو گا — منتخب زندگی اللہ اللہ
روشنی سے اُنھیں کی جگ مگ — چاند اور چاندنی اللہ اللہ
پیارے بچو سنو اور جھومو — یہ غزل نعت کی اللہ اللہ

صدقِ دل سے لکھی تم نے عبرتؔ
نعت ختم النبیؐ اللہ اللہ